بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھے دن قربانی سے بچیں

قربانی صرف تین ۳ دن ہے

علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی

عید اور غیر مقلدین

شیخ محمد رفیق ایم اے پنجاب یونیورسٹی لاہور

دعوتِ حق

اس رسالے میں انتہائی محققانہ انداز میں قربانی کے تین یوم پر بحث کی گئی ہے نیز غیر مقلدین کے مستند و معتبر حوالہ جات سے اہلِ سنت جماعت اعزہم اللہ تعالیٰ و نصرہم اور غیر مقلدین کے امتیازات و اختلافات کو واضح کیا گیا ہے اگر کوئی حوالہ غلط ثابت کر سکے تو اسے فی غلطی کے ثبوت پر مبلغ دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی صرف تین دن ہے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذباللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی مارزقھم من بھیمۃ الانعام○ (1)
اور وہ معلوم دنوں میں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ جانوروں پر اس کا نام لیں (اور ذبح کریں)

پس منظر:

دنیا بھر کے مسلمان ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے جانوروں کی قربانی کر کے سنت ابراہیمی (علیہ السلام) ادا کرتے ہیں۔ یہ قربانی عام طور پر دس ذوالحجہ کو ہوتی ہے اور اسی دن قربانی کرنا افضل بھی ہے اور اگر کسی وجہ سے دس ذوالحج کو قربانی نہ ہو سکے تو گیارہ یا بارہ ذوالحج کو قربانی کا جانور ذبح کیا جاتا ہے۔ جمہور مسلمانوں کا یہی معمول رہا ہے اور آج بھی اسی طریقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

لیکن افسوس! اب چند سالوں سے "کچھ" لوگوں نے جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں' مسلمانوں کے دیگر مذہبی معمولات کی طرح اس مسئلہ میں بھی امت مسلمہ کو الجھانے اور ذہنی انتشار کا بیج بونے کی راہ اختیار کرلی ہے۔ چنانچہ جوں ہی ذوالحج کا ماہ مبارک آتا ہے' پوسٹروں' اشتہارات اور خطابات کے ذریعے لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ:

"قربانی کے چار دن ہوتے ہیں۔"

چونکہ ان کے خیال میں چوتھے دن قربانی نہ کر کے مسلمان' سنت کے تارک ہو رہے ہیں اس لیے وہ اس دن کی قربانی پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ سنت طریقہ ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

بنابریں ہم نے مناسب سمجھا کہ ایک مختصر مضمون میں ایام قربانی سے متعلق انصاف پر مبنی تحقیق پیش کر کے تین دن والے مؤقف کی ترجیح واضح کریں اور یہ بھی بتائیں کہ اس کے مقابل مسلک کس بنیاد پر کمزور رہے۔

لیکن اس سے پہلے اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ فقہاء اسلام کی ذوات قدسیہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہیں' جن کی خلوص پر مبنی کاوش کے نتیجے میں قرآن وسنت کی تشریح و توضیح اور فقہی مسائل کا حل معلوم ہوا لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ چاروں معروف فقہی مکاتب فکر میں سے کسی نہ کسی کتب فقہ سے وابستہ ہو اور اسی کا نام تقلید ہے۔

اہل سنت اور فقہ:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہل سنت و جماعت چاروں فقہ میں سے کسی نہ کسی فقہ سے ضرور وابستہ ہیں (وہ حنفی ہوں یا شافعی' مالکی ہوں یا حنبلی) اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہندوپاک کے اہل سنت وجماعت فقہ حنفی کی روشنی میں اپنے فقہی مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں اور یہاں کے تقریباً تمام اہل سنت حنفی ہیں بلکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان (برصغیر ہندوپاک) کے بے علم لوگوں کے لیے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید ضروری ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"جب جاہل (بے علم) آدمی ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر (سمرقند' بخارا وغیرہ) کے شہروں میں ہو اور کوئی عالم شافعی' مالکی اور حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب سے باہر نکلنا اس پر حرام ہے کیونکہ اس صورت میں شریعت کی رسی اپنی گردن سے نکال کر مہمل بیکار رہ جائے گا۔" (2)

ایام قربانی اور ائمہ اربعہ:

(حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی فقہ) فقہ حنبلی کے مطابق قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا دوسرا دن (بارہ ذوالحجہ) ہے اور ایام نحر (قربانی کے دن) تین ہیں' عید کا دن اور اس کے بعد دو دن' حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ قربانی تین دن ہے۔" (3)

(فقہ مالکی کے بانی) حضرت امام مالک علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ "تیسرا دن قربانی کا آخری دن ہے۔"

(4) فقہ حنفی کے مطابق بھی قربانی کے صرف تین دن ہیں کیونکہ قربانی صرف ایام نحر میں جائز ہے اور ایام نحر تین ہیں۔ "ھدایہ" میں ہے۔

وھی جائزۃ فی ثلثہ ایام	اور یہ قربانی تین دن جائز ہے
یوم النحر و یومان بعدہ (5)	عید کا دن اور اس کے بعد دو دن

جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ کے نزدیک یوم نحر (عید کا دن) اور اس کے بعد تین دن تک قربانی کرنا جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں "الاضحیتہ جائزۃ یوم النحر وایام منی کلھا" (6) قربانی عید کے دن اور منیٰ کے تمام دنوں (ایام تشریق) میں جائز ہے۔

گویا ائمہ اربعہ میں سے تین ائمہ کے نزدیک قربانی صرف تین دن جائز ہے۔ (جبکہ صرف ایک کے نزدیک) چوتھے دن بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ان کے نزدیک بھی چوتھے دن قربانی کرنا محض جائز ہے سنت نہیں "نوادر الفقہاء" میں ہے۔

اجمع الفقھاء ان التضحیتہ فی الیوم الثالثہ عشر غیر جائز
الا الشافعی فانہ اجازھا (7)

اس بات پر فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ تیرہ ذوالحجہ کو قربانی کرنا جائز نہیں

البتہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ اسے جائز قرار دے رہے ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دلیل:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنے موقف پر حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

کل ایام تشریق ذبح (8) تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں

اس حدیث کو سلیمان بن موسیٰ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے "الجوھر النقی" کے مصنف علاؤالدین علی بن عثمان (المعروف ابن ترکمانی) لکھتے ہیں۔

قلت سلیمان هذا متکلم فیه و حدیثه هذا اضطرب اضطرابا کثیرا بینه صاحب الاستذکار۔ (9)

میں کہتا ہوں اس سلیمان کے بارے میں جرح کی گئی ہے اور اس کی اس حدیث میں بہت زیادہ اضطراب ہے جسے "استذکار" کے مصنف نے بیان کیا ہے

اور امام بیہقی فرماتے ہیں:

سلیمان بن موسی لم یدرک جبیر بن مطعم فیکون منقطعا. (10)

سلیمان بن موسیٰ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

پھر اس سند میں ایک راوی سوید بن عبدالعزیز ہیں جن کے بارے میں امام بیہقی (شافعی) فرماتے ہیں۔

وهو ضعیف عند بعض اهل النقل (11)

"وہ بعض اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہیں۔"

اس پر ابن ترکمانی لکھتے ہیں۔

قلت وهو ضعیف عند کلهم او اکثرهم (12)

"میں کہتا ہوں وہ تمام یا اکثر اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہیں۔"

"مسند بزار" میں یہ حدیث ابن ابی حسین کے واسطے سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس پر امام بزار فرماتے ہیں۔

ابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم فیکون منقطعا (13)

ابن ابی حسین کی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔

الاضحی ثلاثة ایام بعد یوم النحر (14)

قربانی عید کے دن کے بعد تین دن ہے۔

اس حدیث میں ایک راوی طلحہ بن عمرو حضرمی ہیں۔ جو بواسطہ حضرت عطاء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن ترکمانی لکھتے ہیں۔

"ضعفه ابن معین وابوزرعة والدارقطني وقال احمد متروك وذكره الذهبي في كتاب الضعفاء" (15)

طلحہ بن عمرو حضرمی کو ابن معین، ابوزرعۃ اور دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت امام احمد نے فرمایا کہ یہ شخص متروک ہے اور امام ذھبی نے اس کا ذکر "کتاب الضعفاء" میں کیا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے بھی استدلال فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایام التشریق کلها ذبح" (16)

تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

یہ حدیث معاویہ بن یحیٰی صرفی بواسطہ زہری ابن مسیب سے وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ معاویہ بن یحیٰی کے بارے میں ابو احمد عبداللہ بن عدی لکھتے ہیں۔

عثمان بن سعید فرماتے ہیں، میں نے حضرت یحیٰی بن معین سے پوچھا کہ "صرفی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" تو انہوں نے فرمایا "وہ کوئی چیز نہیں ہے (غیر معتبر ہے)" اور علی بن مدی نے فرمایا "معاویہ بن یحیٰی صرفی ضعیف ہے۔" (17)

علاوہ ازیں امام نسائی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن ابی حاتم نے "کتاب العلل" میں فرمایا:

فان هذا حیث موضوع بهذا الاسناد

"اس سند کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے۔"

تین دن قربانی پر دلائل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ویذکروا اسم الله في ایام معلومات علی مارزقهم من بهمة الانعام" (19)

اور وہ معلوم دنوں میں ان جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان کو ذبح کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے۔

اس آیت کریمہ کے تحت امام ابو بکر رازی فرماتے ہیں:

"لماثبت ان النحر فیما یقع علیه اسم الایام وکان اقل مایتناوله اسم الایام ثلثه وجب ان یثبت الثلاثه ومازادلم تقم علیه الدلاله فلم یثبت" (20)

"جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایام معلومات سے قربانی کے دن مراد ہیں اور لفظ ایام (جمع) کی دلالت کم از کم تین پر ہے تو تین دن یقیناً ثابت ہو گئے اور تین دن سے زائد پر کوئی دلیل نہیں پس وہ ثابت نہیں۔"

حضرت نافع فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔
الاضحی یومان بعدیوم الاضحی (21)
"عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے۔"
حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی بات فرماتے تھے۔
حضرت قتادہ' حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں۔
الذبح بعدالنحر یومان (22)
"عید کے بعد دو دن تک قربانی کر سکتے ہیں۔"
تینوں جلیل القدر صحابہ کرام قربانی کے لیے صرف تین دنوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
النحر ثلاثہ ایام (23) قربانی (صرف) تین دن ہے۔
اس سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار دن قربانی والی روایت گزر چکی ہے۔ علاوہ بدر الدین عینی دونوں روایتوں کا موازنہ کرنے کے بعد اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں۔
"اخرج الطحاوی بسند جید عن ابن عباس" (24)
"امام طحاوی نے نہایت عمدہ سند کے ساتھ (یہ حدیث) حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔"
حضرت امام محمد حضرت امام ابو حنیفہ سے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی علیہم الرضوان سے نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں۔
"الاضحی ثلثہ ایام یوم النحر ویومان بعدہ" (25)
"قربانی تین دن ہے عید کا دن اور اس کے بعد دو دن۔"
اگر کہا جائے کہ "ان میں سے کسی روایت میں بھی نبی اکرم ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی منقول نہیں (یعنی مرفوع حدیث نہیں) بلکہ یہ صحابہ کرام یا تابعین کے اقوال ہیں تو معلوم ہونا چاہئے کہ جو بات قیاس سے نہ کہی جا سکے' اس میں صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول در حقیقت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہوتا ہے کیونکہ انہوں (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے آپ ﷺ سے سن کر بیان کیا اور دنوں کی تعداد کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اس میں کوئی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہہ سکتا لہٰذا یہ تمام روایات در حقیقت سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہی کو بیان کر رہی ہیں۔
ابن ترکمانی لکھتے ہیں:
"قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یروعن احد من الصحابہ خلافھم فتعین اتباعھم اذلا یوجد ذلک الاتوقیفا" (26)
امام طحاوی "احکام القرآن" میں فرماتے ہیں کہ کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) سے ان (صحابہ کرام و تابعین

عظام رضی اللہ عنہم) کے خلاف منقول نہیں ہے لہٰذا ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی اتباع متعین ہو گئی کیونکہ ایسی بات صرف توقیفی ہوتی ہے۔ (رسول اللہ ﷺ سے سن کر بیان کی گئی)

تین دن تک گوشت کھانے کی اجازت سے استدلال:

شروع شروع میں سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو تین دن کے بعد گھر میں گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

"قال النبی صلی اللہ علیه وسلم من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثه وفی عنه شی" (27)

"جو آدمی قربانی کرے اس کے پاس تیسری رات کے بعد گوشت نہ ہو۔"

یہ ٹھیک ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ پابندی اٹھالی اور تین دن کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھانے اور اسے محفوظ رکھ کر فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قربانی کے تین دن ہیں اگر چوتھا دن بھی ہوتا تو نبی اکرم ﷺ گوشت کے سلسلے میں چوتھی رات کا ذکر بھی فرماتے 'صرف تین کا ذکر نہ ہوتا۔

پھر بھی تین ہی دن:

گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ قربانی کے چار دن کے حوالے سے جو استدلال کیا گیا وہ نہایت کمزور اور اس سلسلے میں مروی احادیث پر محدثین نے راویوں کے ضعف اور حدیث میں ارسال وانقطاع کے حوالے سے جرح کی ہے جبکہ تین دن سے متعلق مؤقف مضبوط دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ تاہم اگر قربانی کے چار دن سے متعلق روایات کو ضعیف یا موضوع نہ بھی مانا جائے تو بھی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تین دن والی روایات کو ترجیح دی جائے کیونکہ تین دن پر سب کا اتفاق ہے اور چوتھے دن میں اختلاف ہے لہٰذا جس پر سب کا اتفاق ہے اسی کو اختیار کر لیا جائے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"دع ما یریبک الی مالا یریبک"

جو بات تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس بات کو اختیار کرو جو شک سے پاک ہے۔

یہ تو ائمہ کرام کے درمیان اختلاف کا ذکر اور اس سلسلے میں تحقیق تھی' آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں غیر مقلدین کے اکابر کیا کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک:

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں لکھا ہے اہل پاکستان کی اکثریت فقہ حنفی سے تعلق رکھتی ہے اور فقہاء اربعہ میں سے صرف امام شافعی رحمہ اللہ قربانی کے لیے چار دن کے قائل ہیں جبکہ پاکستان میں شاید ہی کوئی شافعی المسلک ہو اس لیے کسی فقہی مکتب فکر کی جانب سے چوتھے دن پر اصرار نہیں ہوتا۔

البتہ اس ضمن میں جس قدر "اشتہار بازی" ہوتی ہے اور قربانی کے چار دن کی "رٹ" لگائی جاتی ہے اس

کا منبع غیر مقلد حضرات ہیں جو کسی فقہی امام کی تقلید نہیں کرتے۔
لہٰذا ہم ان کے گھر کی شہادت پیش کر کے عقل و خرد کے دامن سے وابستہ لوگوں کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث جن کو "مفتی اعظم شیخ الکل فی الکل" کہا گیا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں چوتھے دن کی قربانی کو محض جائز قرار دیا' سنت نہیں بلکہ جو شخص جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرے اس کو موصوف نے نبی اکرم ﷺ کے عمل کے خلاف چلنے والا قرار دیا ہے۔ سوال و جواب دونوں بعینہ نقل کیے جاتے ہیں تاکہ قارئین خود فیصلہ کر سکیں۔

"سوال: ایک آدمی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جان بوجھ کر قربانی چوتھے دن کرتا ہے۔ (حدیث شریف) من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مائة شهيد"
جو شخص فساد امت کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے
(مشکوٰۃ شریف/ص/30/باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)
تو کیا وہ اجر عظیم کا مستحق ہوگا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں (سائل ظہیر احمد ظہیر)

جواب: اس آدمی کا عمل نبی ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔ اس کو تھوڑا اجر ملے گا کیونکہ اصل قربانی عید کے دن ہوتی ہے نبی اکرم ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی دی ہے۔ تمام کتب احادیث میں آپ کا فرمان اس طرح موجود ہے۔

"اول ما نبداء به في يومنا هذا ان نصلي و نرجع فنحر" آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز' نماز عید پڑھیں گے اور واپس آکر قربانی کریں گے۔"

معلوم ہوا کہ نماز پڑھ کر قربانی دینی چاہیے اگر قربانی کے وسائل موجود ہوں تو عید کے دن ہی قربانی کرنا ضروری ہے۔ اگر وسائل نہیں تو دوسرے دن بھی جائز ہے۔ اگر دوسرے دن بھی میسر نہیں آئی تو تیسرے دن اور اگر تیسرے دن بھی میسر نہیں ہو سکی تو پھر عید کے چوتھے دن صرف جائز ہے' سنت نہیں لہٰذا مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات بھی غلط ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی لہٰذا یہ آپ کی سنت نہیں ہے اور مردہ سنت کو زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے' جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے۔" (28)

قابل توجہ:

آپ نے غیر مقلدین (اہل حدیث) حضرات کے ایک بہت بڑے مفتی کا فتویٰ پڑھا' جس سے واضح ہوتا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا خلاف سنت ہے اور ان حضرات کے نزدیک بھی زیادہ سے زیادہ جواز کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں چند دیگر باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

1۔ امت مسلمہ کا معمول چوتھے دن قربانی کرنا نہیں ہے اسی لیے سوال کرنے والے نے اسے مردہ سنت سے تعبیر کیا۔ (اگرچہ اس کا مردہ سنت کہنا صحیح نہیں)

2۔اس فتوی کے الفاظ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی کی ہے تو پھر مسلمان کو اس سنت سے محروم کرنے کی مہم کا کیا مقصد ہے؟

3۔ تعجب خیز بات ملاحظہ کیجئے ایک طرف مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ "اس کا عمل نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف ہے" اور دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہیں کہ "اسے تھوڑا اجر ملے گا۔" (سبحان اللہ کیا پتے کی بات کہی ہے)

4۔ایک طرف تو اہلحدیث حضرات سنت کی محبت (کے دعوی) میں مسلمانوں کے جائز اور مستحب معمولات کو بھی "خلاف سنت" قرار دے کر "بدعت" کا فتوی لگاتے ہیں اور یوں مسلمانوں کی اکثریت کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف چوتھے دن کی قربانی پر جو ان کے نزدیک بھی محض جائز ہے' بہت زیادہ زور دے کر امت مسلمہ کو سنت پر عمل کرنے سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک سنت و بدعت کا ایک الگ معیار ہے اور وہ ہے۔ جو مزاج یار میں آئے

سنی بھائیوں سے گزارش:

ہم نے عدل و انصاف کا دامن تھامے ہوئے اس مسئلہ پر مبنی بر تحقیق تحریر پیش کر دی ہے اور دلائل کی روشنی میں ثابت کر دیا ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے' یہی نہیں بلکہ سنت طریقہ بھی یہی ہے۔ علاوہ ازیں امت مسلمہ کا آج تک یہی معمول رہا ہے' لہٰذا سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے اسی راہ پر گامزن رہیے اور اگر کہیں دور حاضر کی فتنہ سامانیوں کی وجہ سے شک و شبہ کی فضا پیدا ہو تو علماء اہلسنت کی طرف رجوع کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقائق کا فہم و ادراک اور ان کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد صدیق ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

یکم ذوالحجہ/1418/ 30مارچ1998ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عید اور غیر مقلدین

عید آئی 'خوشیاں لائی!   ادھر عید آتی ہے 'ادھر عالم اسلام میں خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ عید الفطر' عید الاضحیٰ' عید میلاد النبی ﷺ 'شب معراج' شب برات اور ہر مبارک موقع پر جبکہ اہلسنت و جماعت خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں۔ انہی متبرک ایام میں 'غیر مقلدین بھی یہ مواقع' دن 'وقت اور مقام معین کر کے "مناتے" ہیں اور اس طرح مناتے ہیں کہ جگہ جگہ ان کے بچے بالے 'لڑکیاں لڑکے' جوان بوڑھے' سادہ لوح عامۃ المسلمین کو ورغلاتے پھسلاتے ہیں کہ:

"اس طرح دن منانا بدعت وضلالت (بدمذہبی گمراہی) ہے۔

یہ تو نرا کفر و شرک ہے۔"

اور خدا جانے کیا کیا کہتے پھرتے ہیں اور اپنے نزدیک' سارے عالم اسلام' کو مبتدعین 'گمراہ' بددین' مشرکین' جہنمی اور دوزخی سمجھتے ہیں۔

غور فرمائیں کہ ادھر رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ آتا ہے اور ادھر یہ خارجی فرقہ 'غیر ملکی امداد کے بل بوتے پر' بڑے بڑے اشتہار نہایت اہتمام سے چھاپنے نکل پڑتا ہے کہ:

"20 تراویح نہیں بلکہ صرف 8 تراویح پڑھیں"

پھر عید الاضحیٰ کا مبارک موقع جیسے جیسے قریب آتا ہے 'ویسے ویسے اس خارجی طائفہ کا شور و غل بپا ہوتا ہے کہ:

"قربانی چار دن ہے۔ عن سوید بن عبدالعزیز عن سلیمٰن بن موسیٰ عبدالرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: کل ایام التشریق ذبح (موارد الظمان الی زوائد ابن حبان ص 249)

"جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:"تمام ایام تشریق میں ذبح ہے۔"

سبحان اللہ! یہ وہ غیر مقلد فرقہ ہے کہ جس کا بچہ بچہ دوسروں سے کہتا پھرتا ہے کہ:

"ہمیں فلاں مسئلہ صحاح ستہ میں دکھاؤ..... ہمارا تو ہر مسئلہ صحاح ستہ سے ثابت ہے۔" ان سے کوئی پوچھے 'کیا مذکورہ بالا حوالہ صحاح ستہ سے ہے؟

دوسرے: اس حدیث کی سند میں سوید بن عبدالعزیز ہے 'اس کے بارے امام ابن حجر فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل نے کہا:"یہ متروک الحدیث ہے۔" ابن معین نے کہا:"لیس بشئی" (یہ کچھ بھی نہیں) مزید کہا:"یہ ضعیف ہے اور احکام قربانی میں اس کی روایت جائز نہیں۔" امام بخاری اور ابن سعد نے

کہا: ''اس کی احادیث منکرہ ہیں۔ ''یعقوب بن سفیان نے کہا: ''ضعیف ہے۔ ''دارمی نے کہا: ''یہ حدیث میں غلط بیانی کرتا تھا۔ ''ترمذی نے کہا: ''کثیر الغلط تھا۔ ''امام نسائی نے کہا: ''غیر ثقہ تھا۔ ''خلال نے کہا: ''ضعیف تھا۔ ''بزار نے کہا: ''حافظ نہ تھا۔ ''(''تہذیب التہذیب ''جلد چہارم صفحہ 277)

مزید سنئے: بزار نے اس کو اپنی ''مسند ''میں روایت کیا اور کہا: ''ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔ ''(بنایہ علی الہدایہ جلد چہارم صفحہ 117)

بزار اور امام بیہقی شافعی نے اس حدیث کو منقطع اور دارقطنی نے ضعیف کہا (درائیہ علی الہدایہ الاخیرین ''صفحہ 446)

مزید تفصیلات ''مقالات سعیدی'' (مطبوعہ لاہور) کے مقالہ: ''حقائق قربانی ''میں ملاحظہ فرمائیں۔

تیسرے یہ کہ روایت میں ہے: ''کل ایام التشریق ذبح'' (تمام ایام تشریق میں ذبح ہے) خود ہی کہنے کہ ایام تشریق سے کون سے دن مراد ہیں؟ جواب ملے گا کہ 'ایام التشریق 9 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک ہے۔'' اب پوچھئے کہ اس طرح تو ایام تشریق پانچ دن ہیں پھر تو غیر مقلدین وہابیہ کو اعلان کرنا چاہئے کہ:

''ہم غیر مقلدین کے نزدیک قربانی پانچ دن ہے '9 ذوالحجہ سے 13 ذوالحجہ تک۔''

غیر مقلدین وہابیہ کو چاہئے کہ عید قربان (10 ذوالحجہ) سے ایک روز پہلے ہی 9 ذوالحجہ کو ہی اپنے جانور کاٹ لیا کریں مگر 9 ذوالحجہ کو تو ان کے نزدیک بھی قربانی نہیں۔

قابل احترام مسلمان بھائیو!

اہل سنت و جماعت اعزھم اللہ تعالیٰ وحفظھم اور نوپید فرقہ اہلحدیث (غیر مقلدین وہابیہ) کے مسالک عید منانے کے متعلق بہت مختلف ہیں مثلاً غیر مقلد وہابیوں کا کہنا ہے کہ:

''عید کے روز سویاں' کھیر پکانا' مٹھائی بنانا' لانا' بدعت وضلالت (گمراہی بدمذہبی) ہے..... نماز عید کے بعد مصافحہ معانقہ کرنا (ہاتھ ملانا' گلے لگانا) سب بدعت وضلالت (بدمذہبی' گمراہی) ہے''

کیسی عجیب بات ہے کہ ایسی کئی بدعتوں کے یہ خود بھی مرتکب ہوتے ہیں گویا یہ خود اپنے آپ کو مبتدعین (بدمذہب) مان لیتے ہیں' حالانکہ انہیں اپنے غیر مقلدین (وہابی) بھائیوں سے یہی کہنا چاہئے۔

عید کا دن ہے گلے نہ مل نجدی بھائی
رسم دنیا ہے یہ بدعت ہے' دستور بھی ہے

غیر مقلدین وہابیہ اکثر مسائل میں رخصتوں' سہولتوں' رعایتوں کو مدنظر رکھ کر' اپنے ہم مذہبوں کو ''الدین یسر'' اور ''یسروا' ولا تعسروا'' کے تحت' آسانیاں بتاتے ہیں مثلاً ان کا موقف ہے کہ ''عید اور جمعۃ المبارک ایک ہی دن ہوں تو انہیں جمعہ معاف' غیر مقلدین نہ پڑھیں تو کوئی گناہ نہیں..... چنانچہ اہلحدیثوں (غیر مقلدوں) کے شیخ الکل فی الکل' میاں نذیر حسین دہلوی کا فرمان ہے کہ:

''جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس دن (غیر مقلدین کو) اختیار ہے جس (غیر مقلد) کا جی چاہے جمعہ پڑھے اور جس (غیر مقلد) کا جی نہ چاہے' نہ پڑھے۔''

"فتاویٰ نذیریہ" مطبوعہ دہلی' جلد اول صفحہ 351)
"نیل الاوطار" کے مطالعہ سے امام شوکانی..... کی تحقیق یہ ظاہر ہوتی ہے کہ عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو نماز جمعہ کی (اہلحدیثوں' غیر مقلدوں کو) رخصت ہے۔ اگر (غیر مقلد اہلحدیث' جمعہ) نہ پڑھے تو کچھ حرج نہیں۔"

("صحیفہ اہلحدیث" کراچی' 15 محرم الحرام 1373ھ' صفحہ 9)
وہابیہ کے مجتہد قاضی شوکانی کا تحقیقی مسلک' وہابیہ کے ہی مولوی عنایت اللہ اثری ثم گجراتی کی زبانی سنئے' لکھتے ہیں کہ:

"امام شوکانی نے "نیل الاوطار" ص 347 ج 3 میں فرمایا ہے
کہ عید وجمعہ دونوں ایک دن جمع ہوں تو (غیر مقلد وہابی) خواہ عید میں
شامل ہوا ہے یا کہ نہیں' دونوں صورتوں میں (غیر مقلد وہابی کو)
جمعہ معاف ہے بلکہ ظہر بھی معاف ہے۔

حافظ ابن قیم نے "زاد المعاد" ص 128 ج 1 میں یہ تو فرمایا کہ عید وجمعہ دونوں جمع ہوں تو (غیر مقلدوں کو) جمعہ کی رخصت ہے۔" ("القول السدید" عنایت اللہ اثری' صفحہ 8)
غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان قنوجی ثم بھوپالی اہلحدیث کا فتویٰ بھی ملاحظہ کریں کہ:
"ایں خطبہ از محدث مجرے باشد" (عیدین کا خطبہ بے وضو جائز ہے) ("بدور الاہلہ" صفحہ 79)
وہابیوں کے امام عبدالجبار غزنوی کے نزدیک خطبہ' جمعہ میں بزبان ملکی (اردو' پنجابی) میں وعظ کرنا بدعت ہے۔ (اشاعت السنہ" صفحہ 69' نصیحت نامہ نمبر 3)
سردار اہلحدیث' مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی عیدگاہ کے متعلق "زبردست تحقیق" یہ ہے کہ:
"عید کی نماز کے لیے عیدگاہ بنانا مسنون امر نہیں۔"
(اخبار اہلحدیث امرتسر' 11 جون 1937ء صفحہ 13)
پرلطف بات یہ کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے سیالکوٹ شہر میں شہاب پورہ روڈ پر "عیدگاہ" کی بدعت خود تعمیر کرائی تھی' بعد ازیں اس پر "عیدگاہ اہلحدیث" لکھوا لیا گیا۔ گویا غیر مقلد وہابی مولوی صاحب ایک غیر مسنون امر کے مرتکب ہوئے اور بقول وہابیہ بدعتی ہو گئے کیونکہ اہلحدیث (غیر مقلد وہابیہ) دوسروں کو اکثر یہی حدیث شریف سناتے ہیں کہ:

"نبی نے فرمایا کہ من ترک سنتی فلیس منی۔"
جس نے میری سنت کو ترک کیا پس وہ مجھ سے نہیں۔

اب غیر مقلدین وہابیہ کو چاہیے کہ اپنے مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر شرعی حکم واضح کریں..... اور انہوں نے غلطی سے جہاں جہاں عیدگاہیں بنائی ہوں وہاں وہاں اپنی یہ "بدعتیں" مسمار کردیں..... اور اپنے

مخصوص شعر کا ورد کریں کہ

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار — مت دیکھ کسی کا قول و کردار

قارئین کرام!

ہمارا موضوع چونکہ "عید اور غیر مقلدین" ہے' اس لیے آیئے قربانی کے حوالے سے ان کے "علمی کارنامے" ظاہر کریں کہ انہوں نے اپنی غیر مقلد عوام (جو غیر مقلد مولویوں کی پکی مقلد ہے) کو کیسی کیسی رخصتیں اور سہولتیں بیان کی ہیں' بطور نمونہ ایک غریب اہلحدیث کا سوال اور ان کے امیر غیر مقلد محقق و مجتہد کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: معروض آنکہ زمانہ حال میں چیزوں کی گرانی حد سے بڑھ گئی ہے اس وجہ سے امسال قربانی کا جانور پندرہ بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے۔ بندہ نے سنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ (اہلحدیث) میں یہ مضمون نکل چکا ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائز ہے۔ فرمان نبوی الدین یسر اور فرمان الٰہی ماجعل علیکم فی الدین من حرج کے عموم میں کے ماتحت اگر آپ مرغ کی قربانی جائز سمجھتے ہوں تو بندہ کی تحقیق کرادیں۔

جواب: شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے۔"

("فتاویٰ ستاریہ" مولوی عبدالستار اہلحدیث' مطبوعہ کراچی' جلد دوم صفحہ 72)

غیر مقلدین وہابی حضرات کے مولوی عبدالوہاب دہلوی کا مذہب یہ ہے کہ "مرغ کی قربانی جائز ہے۔"

("مقاصد الامامۃ" مولوی عبدالجبار کھنڈیلوی' صفحہ 5)

مولوی عبدالوہاب دہلوی کے نزدیک چار آنہ یا آٹھ آنہ کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا قربانی ہے۔ ("مقاصد الامامۃ" صفحہ 5)

یہ سب حلال ہے؟

غیر مقلد مولوی صاحب نے گوشت تقسیم کرنے کا لکھا ہے مگر کس کا گوشت؟

"جواب صاف ظاہر ہے کہ کسی حلال جانور کا گوشت تقسیم کیا جائے۔" ......مگر کس حلال جانور کا؟ کیونکہ اونٹ' گائے' بھینس' بھیڑ' بکری اور مرغ وغیرہ کے علاوہ اہلحدیثوں (غیر مقلد وہابیوں) کے نزدیک اور بھی کئی جانور حلال ہیں۔ آیئے ذرا اہلحدیث مولویوں کے محققانہ فتاویٰ ملاحظہ کریں:

- "مباح ہے کھانا بجو کا۔" ("فقہ محمدیہ" جلد پنجم' صفحہ 123)
- "بجو صید است۔" (بجو شکار ہے) ("عرف الجادی" صفحہ 243)
- "بجو وجبع مردہ ممنوع ہے مگر شرعاً ممنوع نہیں۔" (فتاویٰ ستاریہ' جلد دوم صفحہ 21)
- "ضب یعنی گوہ حلال ہے۔" (تفسیر ستاری" ضمیمہ د' صفحہ 426)

○"گوہ بھی حلال ہے۔" ("صحیفہ اہلحدیث" کراچی16ذیقعد1385ھ صفحہ22)

○"مباح ہے کھانا سوسمار یعنی گوہ کا۔" ("فقہ محمدیہ" جلد پنجم صفحہ123)

○"عام اہل لغت ضب کا ترجمہ سوسمار (گوہ) ہی لکھتے ہیں۔" ("فتاویٰ ثنائیہ" ج2 صفحہ172)

○"گوہ توماکول اللحم حلال ہے۔" ("فتاویٰ ثنائیہ" مطبوعہ بمبئی جلد دوم صفحہ172)

○"گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔" ("صحیفہ اہلحدیث" کراچی16ذیقعدہ1385ھ صفحہ22)

○"گوشت اسپ حلال است۔" (گھوڑے کا گوشت حلال ہے) ("عرف الجادی" صفحہ10)

○"حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا۔" ("فقہ محمدیہ" جلد پنجم صفحہ123)

○"کچھوا حلال ہے۔" ("تفسیر ستاری" ضمیمہ د صفحہ426)

○"کچھوا حلال ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ" مطبوعہ لاہور' جلد اول صفحہ598)

○"ان تینوں (کچھوا' کوگرا اور گھونگا) سے شرع شریف نے بند نہیں کیا لہٰذا حلال ہیں۔" (فتاویٰ ثنائیہ مطبوعہ لاہور' جلد اول صفحہ557)

○"سانپہ اور سنگ پشت (کچھوا) اس آیت کے ماتحت نہیں' نہ کوئی حدیث ان کی حرمت کی مجھے یاد ہے' اس لیے حلال ہے۔" (اخبار اہلحدیث امرتسر 20دسمبر 1907ء صفحہ 10 "اہلحدیث" امرتسر30نومبر1934ء صفحہ13)

○سانپہ (کرلا) کی حرمت کی دلیل میرے علم میں نہیں۔ ("اخبار اہلحدیث" امرتسر12اپریل1929ء)

○مچھلی جو دریا یا تالاب میں خود بخود مری ہو' حلال ہے۔ ("اخبار اہلحدیث" امرتسر6ستمبر1918ء)

○علاوہ مچھلی کے سوا دریا کے سب جانور حلال ہیں۔ ("اخبار اہلحدیث" امرتسر4ستمبر1931ء' 11دسمبر1931ء)

○حل جمیع حیوانات البحر حتی کلبہ وخنزیرہ وثعبانہ (سب دریائی جانور حلال ہیں یہاں تک اس کا کتا' سور اور سانپ بھی حلال ہیں۔ ("نیل الاوطار" قاضی شوکانی' مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ27)

○"حلال ست از بحرے انچہ زندہ و مردہ گرفتہ۔" (دریائی جانور زندہ اور مردہ دونوں طرح حلال ہیں)۔ ("بدور الاحلہ ص333/ "عرف الجادی" صفحہ238)

○اسی طرح کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال ہے۔ ("نزل الابرار" جلد3 صفحہ78)

○کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔ ("اخبار اہلحدیث" امرتسر9مئی1919ء 28جولائی1922ء)

اب یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے کہ امرائے اہلحدیث اپنے غرباء اہلحدیث بھائیوں کو مذکورہ بالا کس جانور کا گوشت دیتے ہیں؟.....وہ یہ گوشت کچا دیں گے کہ پکا کر اپنے غیر مقلد اہلحدیث بھائیوں کو بھیجیں گے؟.....یا پھر وہ ڈھیر سارا گوشت (گوہ یا گھوڑے' گورخر یا کچھوے' بجو یا کرلے یا کسی بھی دریائی جانور کا گوشت) پکا کر سب غیر مقلدین وہابیہ مل جل کر کھائیں گے' موج اڑائیں گے؟.....بہر حال یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے۔

مزید تفصیلات کے لیے درج ذیل بصیرت افروز اسلامی تصانیف مطالعہ فرمائیں۔

- "فقہ الفقیہ": فقیہ اعظم علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ
- "مقیاس وہابیت": مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھروی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- "مشعل راہ": فاضل شہیر علامہ عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- "الوہابیت": علامہ محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی حنفی مدظلہ العالی

ممکن ہے کہ ہم سے بعض غیر مقلدین ناراض ہوں کہ "یہ آپ نے کیا لکھا ہے۔" تو ان سے یہی کہہ سکتے ہیں کہ "یہ آپ کے مشہور و معروف علماء اہلحدیث کی (وہابیوں) تحقیقات ہیں۔ اگر آپ کو پہلے علم نہ تھا یا پڑھ کر حیرت ہو رہی ہے تو اپنے ان شیخ القرآن والحدیث کہلانے والے علماء کے فتاوی و کتب کو خود دیکھیں، تحقیق کرلیں...... یقیناً ان میں یہ فتاویٰ درج ہیں...... تحقیق کرلیں تو پھر علماء حق سے نہیں بلکہ اپنے غیر مقلدین علماء سے گلہ کریں کہ: "یہ آپ نے کیا کیا جائز لکھا ہے۔"

اگر بعض غیر مقلدین انہیں ناجائز سمجھیں تو اپنے مولویوں کا احتساب کریں اور اگر جاننے کے باوجود یہ جانور حلال و طیب جانتے مانتے اور اپنے ان فتاویٰ کو درست سمجھتے ہوں تو آپ کو چاہیے اپنے ان "تحقیقی، علمی" مسائل کی حمایت میں بیرونی امداد کے بل بوتے پہ 'بڑے بڑے اشتہارات' پوسٹرز اور چھوٹے چھوٹے اسٹکرز چھپوا کر خوب عام کریں تاکہ آپ کی تقلید کرنے والی "غیر مقلد عوام" کو بھی بخوبی معلوم ہو جائے کہ "ہمارے غیر مقلد وحرم میں کیا کیا چیزیں حلال ہیں اور کیا کیا حرام ہیں۔"

یہ سب حرام ہیں؟

آیئے اب یہ بھی جان لیں کہ ان میں حرام کیا کیا ہے؟

- "ختم بدعت ہے۔" ("ردبدعات" عبداللہ روپڑی، صفحہ 46)
- "گیارھویں کرنی بالکل حرام اور صریح شرک ہے۔" ("ردبدعات" صفحہ 42)
- "محرم کا شربت ہو یا مولود کی مٹھائی، سب ناجائز اور بدعت ہے۔"
("اخبار اہلحدیث" امرتسر 31 جنوری 1913ء صفحہ 12)
- "شب برات کا حلوا اور محرم کا کھچڑا (حلیم) اور تیجہ، دسواں و چالیسواں وغیرہ کا کھانا بھی ہرگز نہیں کھانا چاہئے۔" ("اخبار اہلحدیث" امرتسر 27 نومبر 1908ء، 4 دسمبر 1908ء)
- "اگر مال اللہ کے نام پر دیا جائے اور مقصود اس سے صرف پیر صاحب کی روح کو ثواب پہنچانا ہو تب بھی حرام ہے۔" ("ردبدعات" عبداللہ روپڑی صفحہ 42)
- "عرس کے موقع پر جو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے وہ چڑھاوا ہوتا ہے۔" ("اخبار اہلحدیث" امرتسر، 23 اپریل 1943ء، ص 2)

○ "مزاروں کے نذرانے مردار ہیں۔" ("اخبار اہلحدیث" امرتسر 15 مارچ 1940ء، صفحہ 7)

○ "نذر (نیاز) کی چیز (مٹھائی حلوہ وغیرہ) نذر چڑھاتے ہی اور نذر کا جانور (گائے بکری اور مرغا وغیرہ) ذبح سے پہلے ہی حرام ہو جائے گا اور وہ خنزیر (سور) سے بھی بدتر اور خبیث تر ہو گا۔" ("بکرا عیدی" عبداللہ روپڑی صفحہ 34)

○ "عرس کا کھانا ما حل بہ لغیر اللہ میں داخل ہونے کے باعث حرام ہے۔"

("اخبار اہلحدیث" امرتسر 2 جون 1916ء ص 12)

○ "حاجیوں میں رواج ہے کہ کہتے ہیں کہ: "یہ بکرا شیخ سدو (رحمتہ اللہ علیہ) کا ہے" یا "یہ گائے سید احمد کبیر (رحمتہ اللہ علیہ) کی ہے۔" یا "یہ مرغا شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمتہ اللہ علیہ) کا ہے۔" "پس کرنے والا اس کا کافر ہے اور مرتد ہے۔ اور یہ ذبیحہ (بکرے گائے مرغے کا) مردار اور حرام ہے اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا جاوے۔" ("فقہ محمدیہ" جلد پنجم صفحہ 122)

○ س: گیارھویں دینے اور کھانے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟"

ج: غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنے والے مشرک (پکے کافر) ہیں ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔"

(صحیفہ اہلحدیث" کراچی یکم جمادی الثانی 1374ھ ص 22)

○ "جو شخص بدعات (تیجا، دسواں، چہلم، شب برات اور مولود وغیرہ) کو پورا کرنے کی غرض سے میٹھا (جیسے میدہ، سوجی، کھانڈ، حلوہ پوری، کھیر) وغیرہ خریدے اور فروخت کرنے والے (وہابی) کو علم ہو کہ اس (خریدار) کی غرض یہی ہے، خواہ بتانے سے علم ہو یا بغیر بتائے تو ایسے شخص پر فروخت نہ کرنا چاہئے۔ خدا تھوڑی بکری میں زیادہ برکت دے گا۔" (فتاوی اہلحدیث جلد سوم صفحہ 45)

محترم قارئین!

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں:

○ جن اشیاء کو اہلسنت و جماعت کثرھم اللہ تعالیٰ حلال و طیب جانتے مانتے اور کھاتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ بدعت و ضلالت، حرام، مردار، خنزیر (سور) سے بدتر بتاتے بلکہ ان کے بعض شرک تک ٹھہراتے ہیں......اور

○ جن اشیاء کو اہلسنت و جماعت، احناف بارک اللہ تعالیٰ فیہم، حرام یا مکروہ تحریمی کہہ کر منع فرماتے ہیں، انہیں یہ غیر مقلدین وہابیہ حلال و طیب قرار دیتے ہیں۔

اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ ان غیر مقلدین کو جان بوجھ کر سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے برعکس چلنے اور اپنی علیحدہ ٹکڑی بنانے کی عادت ہے۔

اے ایمان والو! آپ مذکورہ بالا عبارات کا لفظ لفظ توجہ سے پڑھیں۔ سطر سطر پر غور فرمائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ اہلسنت و جماعت کے مسلک اور ان غیر مقلدین وہابیہ کے مسلک میں کیسا بعد المشرقین ہے؟..... ان حالات میں ایسے نظریات و معمولات رکھنے والے فرقے کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، میل جول

رکھنا، دوستیاں یارانے گانٹھنا، رشتے ناطے کرنا کیا سخت خطرناک نہیں؟...... کیا یہ سب شرعاً ممنوع نہیں؟

خود ہی سوچیں کہ وہ تمام اہل سنت و جماعت کو، ان کے مسلمان والدین کو، بزرگانِ دین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو مبتدعین (گمراہ، بددین) مشرکین، مرتدین، کافرین اور بدعتی، جہنمی کہتے ہیں، کیا آپ کی ملی غیرت، اسلامی حمیت ان سے تعلق رکھنا گوارا کرے گی؟...... اہل سنت و جماعت خود کو صحیح العقیدہ مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ حقیقتاً ایسے ہی ہیں اس لیے از روئے قرآن و حدیث وہابیہ کے یہ گھناؤنے فتوے خود انہی پر واپس لوٹ جاتے ہیں اور وہ خود ہی مبتدعین و مرتدین وغیرہ ہوتے ہیں تو اس لحاظ سے بھی ان سے تعلق رکھنا کیا جائز ہے؟...... بہر حال راسخ العقیدہ مسلمان اپنے اسلامی تہواروں میں ایسے بدمذہبوں سے دور رہیں، انہیں دور رکھیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ سید الانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کے طفیل تمام مسلمانوں کو مل جل کر رہنے اور بدمذہبوں، گستاخوں کے فتنہ و شر، مکر و ضرر اور خوف و خطر سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین۔

خادم اہل سنت و جماعت
شیخ محمد رفیق (ایم۔اے)
پنجاب یونیورسٹی، لاہور

کتابیات

(۱) قرآن مجید سورہ حج آیت ۲۷
(۲) شاہ ولی اللہ محدث، الانصاف مع اردو ترجمہ کشاف / ص ۷۰، ۷۱
(۳) عبداللہ بن احمد بن قدامہ، حنبلی المغنی جلد ۸ / ص / ۳۳۸
(۴) شرح مسلم جلد / ۶ / ص ۳۱
(۵) ھدایہ آخرین / حصہ چہارم / ص ۴۴۹
(۶) کتاب الام جلد اول / ص ۲۳۹
(۷) البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۳ / ص ۱۷۷
(۸) مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ / ص / ۸۲
(۹) الجوہر النقی ذیل سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۹
(۱۰) الجوہر النقی ذیل سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۹
(۱۱) الجوہر النقی ذیل سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۹
(۱۲) الجوہر النقی ذیل سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۹
(۱۳) البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۳ / ص / ۱۷۷
(۱۴) سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۶
(۱۵) الجوہر النقی ذیل سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۹
(۱۶) البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۳ / ص / ۱۷۷
(۱۷) الکامل لضعفاء الرجال (از) احمد عبداللہ بن عدی جلد ۶ / ص / ۲۳۴۰ مکتبہ اثریہ شیخوپورہ
(۱۸) البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۳ / ص ۱۷۷
(۱۹) قرآن مجید، سورہ حج آیت ۲۷
(۲۰) احکام القرآن للجصاص جلد ۳ / ص ۲۳۵
(۲۱) سنن بیہقی جلد ۹ / ص ۲۹۷ / موطا امام مالک / ص ۲۹۷ / مطبوعہ کراچی
(۲۲) سنن بیہقی جلد ۹ / ص ۲۹۷ / موطا امام مالک / ص ۲۹۷ / مطبوعہ کراچی
(۲۳) سنن بیہقی جلد ۹ / ص / ۲۹۷ / موطا امام مالک / ص ۲۹۷ / مطبوعہ کراچی
(۲۴) البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۳ / ص / ۱۷۷
(۲۵) کتاب الآثار (حضرت امام ابو حنیفہ بروایت امام محمد) ص ۱۳۵
(۲۶) الجوہر النقی ذیل سنن بیہقی جلد ۹ ص ۲۹۷
(۲۷) صحیح بخاری جلد ۱ ص ۳۸۵
(۲۸) فتاویٰ برکاتیہ اہل حدیث ص ۱۷۶، ۲۸۰ جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ